آئی او ایس
خبر نامہ
www.iosworld.org/khabarnama.php
جلد: ۱۶ شمارہ: ۳ جولائی تا ستمبر ۲۰۱۷ء/شوال المکرم تا ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ
قیمت: ۵؍روپے

# اردو زبان کے مستقبل کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا: اسرار جامعی

جناب اسرار جامعی موجودہ دور کے ایک بزرگ شاعر ہیں۔ طنز و مزاح ہی ان کی پہچان ہے اور اسی حوالے سے وہ ادبی دنیا میں متعارف ہیں۔ ان کا اصل تعلق پٹنہ سے ہے لیکن مدتوں سے دہلی میں مقیم ہیں۔ اس لیے دلی کی ادبی محفلوں میں طنز و مزاح کے حوالے سے اچھی شناخت رکھتے ہیں۔ طنز و مزاح کے ذریعے قومی و ملی مسائل پر ان کے تیکھے تبصرے قارئین و سامعین کو اپنی جانب متوجہ کرتے ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز سے بھی ان کا گہرا تعلق ہے۔ اس لیے آئی او ایس خبر نامہ کے مدیر شاہ اجمل فاروق ندوی نے ان سے گفتگو کی۔ یہ گفتگو ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

**سوال:** اپنے تعلیمی سفر کے بارے میں کچھ بتائیے؟

**جواب:** میں پٹنہ کا رہنے والا ہوں۔ میرے والد صاحب کا نام ولی الحق تھا، جو کہ مولانا محمد علی جوہر کے قریبی سمجھے جاتے تھے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین ہمارے یہاں تشریف بھی لاتے تھے اور قیام بھی کرتے تھے۔ بہار فسادات کے بعد ذاکر صاحب ہی مجھے دہلی لے آئے۔ آگے بڑھنے سے پہلے ایک دلچسپ واقعہ سنتے چلیے۔ میں اپنے بچپن میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کی انصاری منزل میں رہتا تھا۔ ایک دن میں پنسل سے دیوار پر اپنا نام لکھ رہا تھا۔ اسی درمیان ذاکر صاحب ادھر تشریف لے آئے۔ مجھ سے پوچھا کہ نام کس لیے ہوتا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ پکارنے کے لیے۔ اس پر ذاکر صاحب نے بڑی اہم بات فرمائی۔ انھوں نے کہا کہ آپ کا نام ایسا ہونا چاہیے کہ لوگ سنہری حرفوں میں کتابوں اور اخبارات میں لکھیں، نہ کہ آپ خود لکھیں۔

اس کے بعد میں نے برلا انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی، رانچی میں بی ایس سی میں داخلہ لیا۔ داخلہ بھی ذاکر صاحب نے ہی کرایا تھا۔ بدقسمتی سے 5؍اگست 1963 کو میرے والد صاحب کی وفات ہوگئی، جس کی وجہ سے میری تعلیم چھوٹ گئی۔ اس کے بعد بہت سے سخت ناگوار خاندانی حالات پیش آئے اور پھر میں کبھی تعلیمی سلسلہ جاری نہ کر سکا۔

**سوال:** آپ نے جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ابتدائی دنوں میں یہاں قیام کیا ہے۔ اس درمیان آپ نے کن کن بڑے لوگوں کو دیکھا؟

**جواب:** میں نے گاندھی جی کو دیکھا، پنڈت نہرو کو دیکھا اور ڈاکٹر ذاکر حسین، خان عبدالغفار خاں کے علاوہ متعدد قومی رہنماؤں اور لیڈران کو دیکھا اور ان کے خطبات سے استفادہ بھی کیا۔

طنز و مزاح کے شاعر جناب اسرار جامعی سے گفتگو کرتے ہوئے مدیر خبر نامہ شاہ اجمل فاروق ندوی

**سوال:** شاعری میں آپ نے کس سے اصلاح لی اور شاعری کا آغاز کس طرح ہوا؟

**جواب:** میں نے شفیع الدین نیّر سے اصلاح لی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ گاندھی جی کی شہادت پر ملک بھر میں تعزیتی جلسے منعقد ہو رہے تھے۔ اس سلسلے کا ایک جلسہ جامعہ میں بھی منعقد ہوا تھا۔ اس جلسے کے لیے میں نے ایک نظم لکھی تھی۔ میری یادداشت کے مطابق وہی میری پہلی نظم تھی۔

**سوال:** براہ کرم اپنے شعری مجموعوں کے نام بتائیے؟

**جواب:** شاعر اعظم، طنز پارے، دلّی درشن، بھارت درشن، مسدس بدحالی، بانگ دراز، ضرب کلام، خال جبریئل۔۔۔

(بقیہ صفحہ 3 پر)

## ارشاد ربّانی

خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا انسانوں کے اپنے اعمال کی وجہ سے۔ تا کہ (اللہ تعالیٰ) انہیں ان کے اعمال کا مزا چکھائے، شاید وہ لوٹ آئیں۔

(روم:41)

**چیف ایڈیٹر** : ڈاکٹر محمد منظور عالم

**ایڈیٹر** : شاہ اجمل فاروق ندوی

**سرکولیشن منیجر** : سید محمد ارشد کریم

**کمپوزنگ و لے آؤٹ** : محمد وسیم ندوی

**بدل اشتراک** : 20 روپے سالانہ

**انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز**
162/ جوگابائی مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی-110025
فون نمبر: 26989253، 26981187 فیکس: 26981104
E-mail: ios.newdelhi@gmail.com
Website: www.iosworld.org/khabarnama.php

## اداریہ

# آئین کی بالادستی

آئین کی حیثیت کسی بھی ریاست کے لیے سب سے بنیادی ستون کی ہوتی ہے۔ اگر آئین مضبوط ہے تو ریاست بھی مضبوط رہے گی۔ اگر ایسا نہیں تو ریاست کے وجود اور مستقبل کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی ریاست میں آئین تو مضبوط ہو لیکن اس کو نافذ کرنے والے اپنی ذمے داریاں ادا نہ کرتے ہوں۔ ایسی صورت میں عارضی طور پر ریاست کا نظم ونسق تو ضرور متاثر ہوگا لیکن ریاست کے مستقبل سے مایوسی درست نہیں ہوگی۔

یہی معاملہ وطن عزیز ہندوستان کا بھی ہے۔ ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر نے ہندوستانی سیکولر اور جمہوری ریاست کے لیے جو آئین بنایا تھا، اس کی بنیادیں اتنی مضبوط ہیں کہ اس پر ایک کامیاب جمہوری ریاست قائم کی جا سکتی ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بسا اوقات ملک کے حالات ایسے بنا دیے جاتے ہیں کہ ملک کے باشندوں کی بڑی تعداد یہاں کی جمہوریت اور جمہوری نظام سے بدظن بلکہ مایوس ہو جاتی ہے۔ اس کے ذہن میں یہ غلط خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ اب ہمارے ملک کو بربادی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ حالاں کہ یہ ایک بے بنیاد خیال ہوتا ہے۔ یہ بات سمجھنے کی ہے کہ جب تک ہندوستان کا آئین اپنی اصل شکل میں موجود ہے، تب تک اس ملک کے مستقبل سے مایوس ہونے کی کوئی منطقی وجہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرقہ پرست طاقتیں ہمیشہ آئین ہند میں مختلف ناحیوں سے تبدیلی کی ناکام کوششیں کرتی رہی ہیں۔ کیوں کہ وہ جانتی ہے کہ ان کے غلط خیالات کے نفاذ کی راہ میں جو سب سے بڑی رکاوٹ ہے وہ ہے ہندوستان کا آئین۔

آئین کی حفاظت ہر حکومت اور ہر شہری کا بنیادی فریضہ ہے۔ یہ حفاظت کس طرح کی جائے؟ اس کے لیے کیا کیا عملی تدابیر کی جائیں؟ آئین مخالف طاقتوں کو کس طرح لگام دی جائے؟ عوامی سطح پر آئین کے تئیں حساسیت کیسے پیدا کی جائے؟ یہ وہ بنیادی سوالات ہیں، جن کا جواب حاصل کرنا موجودہ ہندوستان میں ناگزیر ہو گیا ہے۔ اگر اس وقت ہم ان جوابوں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے سنجیدہ نہ ہوئے تو ملک کی صورت حال بہت بگڑ سکتی ہے۔

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے اپنے قیام کے تیس سال مکمل ہونے پر قومی سمیناروں کا جو سلسلہ چلایا تھا، اس کی ایک اہم کڑی کلکتہ میں منعقد ہوئی۔ موضوع تھا ''**ہندوستان کے موجودہ سیاق میں مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی جانب: ایک بہتر مستقبل کی تخلیق، بذریعہ قانون**'' اللہ کے فضل سے یہ کانفرنس بہت کامیاب رہی اور غور وفکر کے متعدد پہلو سامنے آئے۔ کانفرنس کی ایک اجمالی رپورٹ اس شمارے میں موجود ہے۔

اجمل فاروق

(صفحہ 1 کا بقیہ)

**سوال**: کیا آپ اردو کے مستقبل سے پُر امید ہیں؟

**جواب**: اردو والوں کا حال بہت خراب ہے۔ ہر چیز پر مفاد غالب ہے۔ اس لیے اردو کی حالت بھی بہت نازک ہوگئی ہے۔ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ مستقبل کیا ہوگا۔

اس سلسلے میں میرا ایک قطعہ ہے:

یورپ میں امریکہ میں عرب میں ہے روس میں
بھارت کی کچھ خبر نہیں ، دنیا جہاں کی ہے
اردو ہے جس کا نام نہیں جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

**سوال**: طنز ومزاح میں آپ سب سے زیادہ کس اردو شاعر سے متاثر ہیں؟

**جواب**: میں کیا کہوں؟ بس میرے دو قطعات ملاحظہ فرما لیجیے:

میں بڑا سب سے بڑا اردو کا شاعر ہوں جناب
آپ سب ایسا نہ سمجھیں بکتا ہوں ہیجان میں
کوئی بھی شاعر بڑا مجھ سے نہ ہو گا جامعی
ہند و پاکستان میں اور نہ قبرستان میں

ہے بڑا سب سے بڑا شاعر کوئی؟
ان سے پوچھا تو یہ بولے جامعی
اپنے منھ سے میں بھلا کیسے کہوں
دوسرے نمبر پہ ہیں اقبال ہی

**سوال**: آئی او ایس سے آپ کی واقفیت کس طرح ہوئی؟

**جواب**: مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ نے مجھے ڈاکٹر محمد منظور عالم سے ملوایا تھا۔ اسی وقت سے ڈاکٹر صاحب اور ان کے کاموں سے واقفیت ہوئی۔ اب بھی انسٹی ٹیوٹ سے میرا مسلسل رابطہ ہے اور ڈاکٹر صاحب میرے محسنوں میں ہیں۔ قاضی صاحبؒ کی بات آئی ہے تو ایک قطعہ ملاحظہ فرمائیے۔ یہ قطعہ میں نے قاضی صاحب کی وفات پر منعقد ہونے والے تعزیتی جلسے میں پڑھا تھا:

اہل دانش غم زدہ ہیں اس مجاہد کے لیے
دین کی خدمت تھا مقصد جن کے ہر ایک کام میں
اس جہاں سے ان کے جانے کا ذرا بھی غم نہ ہو
آئے گر ایسا مجاہد ملتِ اسلام میں

**سوال**: آئی او ایس کے کاموں کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

**جواب**: ڈاکٹر محمد منظور عالم کی قیادت میں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز بہت کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ آئے دن اہم موضوعات پر جلسے ہوتے ہیں، جن میں بڑی تعداد میں اہل علم شرکت کرتے ہیں۔ چھوٹے جلسوں کے علاوہ قومی اور بین الاقوامی کانفرنسیں بھی منعقد ہوتی ہیں۔ آئی او ایس کی لائبریری بھی بہت اہم ہے، جس سے اسکالرز استفادہ کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو آئی او ایس ہندوستان کے ممتاز تحقیقی اداروں میں سرفہرست ہے۔

**سوال**: آئی او ایس خبر نامے کے قارئین کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

**جواب**: جی ایک پیغام ہے:

قوم کی کشتی بھلا کیسے بچے گی جامعی
اک خدا پر ہے بھروسہ دوسرا کوئی نہیں
اس لیے کہ ڈوبتی کشتی بچانے کے لیے
نا خدا تو سیکڑوں ہیں با خدا کوئی نہیں

□□

## آئی او ایس خبر نامہ کے مدیر خورشید عالم کی وفات

صحافتی دنیا میں یہ خبر بڑے رنج وغم کے ساتھ سنی گئی کہ آئی او ایس خبر نامے کے مدیر جناب خورشید عالم 5/ اگست 2017 کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کئی سال سے خبر نامے کی ادارت انجام دے رہے تھے۔ خبرنامے کے لیے مختلف شخصیات سے لیے گئے ان کے انٹرویو خصوصی اہمیت کے حامل ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ آئی او ایس کے میڈیا کوآرڈنیٹر بھی تھے۔ اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں مضامین، مراسلات اور اسٹوری لکھتے تھے۔ اسی لیے ان کی وفات پر اردو اور ہندی دونوں زبانوں کی صحافتی دنیا میں غم واندوہ کی لہر دوڑ گئی۔ وفات کے دن ہی شام کو جامع مسجد ذاکر نگر میں نماز جنازہ ادا کر کے انہیں بٹلہ ہاؤس قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ جنازے میں آئی او ایس، جماعت اسلامی ہند، جمعیت اہل حدیث ہند، آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت، آل انڈیا ملی کونسل اور دیگر متعدد اداروں کے ذمے داران نے شرکت کی۔

□□

# آئی او ایس کے زیر اہتمام قانون کی بالادستی کے متعلق دو روزہ کانفرنس کا انعقاد

## آئین کی سیکولر بنیادوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی: جسٹس گپتا

کولکاتا میں ''ہندوستان کے موجود سیاق میں مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی جانب: ایک بہتر مستقبل کی تشکیل بذریعہ قانون'' کے موضوع پر دو روزہ قومی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔

**افتتاحی اجلاس:**

''آئین کا دیباچہ ہی اس کی روح ہے اور ہمارے آئین کے معماروں نے بہت سوچ سمجھ کر اسے آئین کا اہم حصہ بنایا، اسی طرح سیکولرزم بھی سبھی مذاہب کے ماننے والوں کو برابر کا حق دیتا ہے، جس میں حکومت کسی ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر فوقیت نہیں دے گی۔ ایک طرف جہاں ہندو مذہب میں پورے جہان کو ایک گھر سے تعبیر کیا گیا ہے، وہاں پیغمبر اسلام نے بھی تلقین کی تھی کہ نہ کسی کالے کو گورے پر اور نہ گورے کو کسی کالے پر فوقیت حاصل ہے۔ انہوں نے غلاموں اور دوسروں کے بیچ کبھی فرق نہیں کیا'' ان خیالات کا اظہار کولکاتا کی عالیہ یونیورسٹی میں شعبہ انگریزی کے تعاون سے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز (آئی او ایس) کی جانب سے ''ہندوستان کے موجود سیاق میں مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی جانب: ایک بہتر مستقبل کی تشکیل بذریعہ قانون'' کے موضوع پر منعقد دو روزہ قومی سمینار سے خطاب کرتے ہوئے دہلی ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس راجندر سچر نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ مساوات کا فلسفہ تین حکمرانوں کے دور حکومت میں واضح طور پر دکھائی دیا، ان میں ہندوستان میں اشوک اور اکبر، عرب دنیا میں صلاح الدین ایوبی۔ لیکن آج کے موجودہ دور حکومت میں گھر واپسی کے نام پر مسلمانوں کے خلاف ایک منظم مہم شروع ہوئی ہے۔ ایک پارٹی اور ایک تنظیم کے ذریعہ پھیلائی جا رہی منافرت کے بیچ ہندو واد کے نئے علمبردار یوگی آدتیہ ناتھ سیاسی طور پر ایک نئے چہرے کے طور پر سامنے آ گئے، جو ایک آئینی عہدے پر رہنے کے باوجود قانون کا فائدہ اٹھا کر دو عہدوں پر بنے ہوئے ہیں۔ وہ ایک طرف تو اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ ہیں اور دوسری طرف لوک سبھا کے ممبر ہیں، جس کی رکنیت سے اب تک استعفیٰ نہیں دیا ہے، بلکہ اس کا قانون کا فائدہ اٹھا کر وہ ابھی تک رکن لوک سبھا بنے ہوئے ہیں۔ جب کہ وزیر اعلیٰ یا کسی وزیر کے اس صوبے کے کسی ایوان کا چھ ماہ کے اندر رکن ہونا چاہیے۔ قانونی طور پر تو یہ صحیح ہو سکتا ہے، لیکن اخلاقی طور پر اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔ حد تو یہ ہوگئی کہ انہوں نے بجٹ سیشن میں باقاعدہ حصہ لیا اور وہاں تقریر بھی کی، اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں ہے کہ قانون اور اخلاقیات کی ان کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ وہ اپنے قول و فعل میں غیر حساس ہیں۔ گاندھی جی کا ذکر کرتے ہوئے جسٹس سچر نے کہا کہ بابائے قوم یہ کہا کرتے تھے کہ ہندو مسلمان ان کی دو آنکھیں ہیں اور کسی ایک نقصان پہنچنے کا مطلب ان کی آنکھ کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسی طرح پہلے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد نے کہا تھا کہ وہ ایک سچے مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ ملک کے سچے لیڈر بھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان جتنا ہندوؤں کا ہے، اتنا عیسائیوں اور دیگر مذاہب کا بھی ہے۔ اگر کوئی اس کے خلاف بولتا ہے تو وہ ملک دشمن ہے۔

اپنے کلیدی خطبہ میں پروفیسر ایمریٹس، سینٹر فار دی اسٹڈی آف سوشل سسٹم، اسکول آف سوشل سائنسز، جے این یو، نئی دہلی کے پروفیسر ٹی کے اومن نے کہا کہ آج کے حالات میں سمینار کے موضوع کا حامل ہے۔ اپنے خطبہ کو بھائی چارہ پر مرکوز کرتے ہوئے کہا کہ اسے قانون کے ذریعہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا تعلق انسان کے جذبہ سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ معاشی برابری تو ممکن ہے، لیکن سماجی برابری کے لیے آپسی سمجھ بہت ضروری ہے۔ شہریت کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بھارت جیسے ملک میں بحیثیت شہری کے آپ کو حق حاصل ہے، لیکن کسی ایک خاص مذہب کے ماننے والے کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کیوں کہ جب ایک مسلمان کے طور پر آپ کی پہچان ہوتی ہے تبھی مسائل پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن بحیثیت شہری کے آپ کے کلچر سے کوئی تعلق نہیں رہتا ہے۔ اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بد قسمتی سے ہندوستان پر ہندو احیاء پرستی غالب ہوتی جا رہی ہے۔ اس کی مثال بی جے پی کے ایم پی ترون وجے کے اس بیان سے بھی ثابت ہوتی ہے، جس میں انہوں نے کہا کہ ہم شمالی ہندوستانی کالے ہندوؤں کو بھی اپنا جیسا مانتے ہیں۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن اور دوسرے مفکرین کی اس رائے پر کہ ہندو مذہب زندگی کا ایک طریقہ کار ہے، پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اسے ہندو مذہب تک ہی کیوں محدود رکھا گیا۔ سبھی مذہب زندگی گزارنے کے طریقے کار ہیں۔ اگر ایک مذہب کے لوگوں کے لیے گنگا جل پاک ہے، تو دوسرے مذہب کے لوگ اسے صرف پانی مانتے ہیں، کیوں کہ گنگا جل کو پاک ماننے کے لیے ان کی اپنی سوچ ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت میں تقاریب کی شروعات میں ہندو مذہب کی روایت کے مطابق کچھ کام کیے جاتے ہیں، لیکن یہ شہریت کے فلسفہ کے بالکل خلاف ہے، اس لیے آج ضرورت اس بات کی ہے کہ بھائی چارہ قائم کیا جائے، اس پر کام کیا جائے، کیوں کہ یہ قانون کے ذریعہ نہیں ہو سکتا۔

آئی او ایس چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے اپنے خطاب میں کہا کہ آئی او ایس جن ایشوز پر کام کر رہا ہے، انہیں آگے بھی جاری رکھا جائے گا۔ طلاق ثلاثہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آئی او ایس نے دہلی اور علی گڑھ میں طلاق شدہ خواتین پر ایک سروے کرایا تھا، جس کے نتیجہ میں یہ بات ابھر کر سامنے آئی کہ مسلمانوں میں طلاق کی شرح کم ہے۔

کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں (دائیں سے بائیں) پروفیسر افضل وانی، پروفیسر امجد حسین، ڈاکٹر ابوطالب خان، پروفیسر ٹی کے اومن، ڈاکٹر محمد منظور عالم، جسٹس کلیان جیوتی سین گپتا، جسٹس راجندر سچر، جسٹس روما پال، پروفیسر زیڈ ایم خان اور جناب عبدالباسط اسماعیل

یہ کتاب تقریباً 9 سوصفحات پر مشتمل ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ دن محروم طبقات، اقلیتوں، غریبوں اور زمینوں سے محروم لوگوں کے لیے تاریک دن ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم امید کا دامن چھوڑ دیں، بلکہ اور زیادہ جدوجہد کرنا ہوگی، تا کہ ہم اپنی سیاسی بنیاد، سماجی وثقافتی حقوق کو بازیافت کرسکیں۔ انہوں نے بتایا کہ اسی طرح کی کانفرنسیں ملک کے مختلف حصوں میں منعقد کی جائیں گی۔

سپریم کورٹ کی سابق جج جسٹس روما پال نے اپنے خصوصی خطاب میں کہا کہ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ آج قانون کو اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں، جن میں وکلا بھی شامل ہیں۔ انہوں نے واضح طور پر کہا کہ ایسا کوئی قانون جو آئین کی منشا کے خلاف ہو نہیں بنایا جاتا ہے۔ عدلیہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان قوانین کو لاگو کرے جو آئین کے خلاف نہیں ہیں۔ 1950 سے لے کر اب تک یا جب تک ہندوستان میں جمہوریت قائم ہے، کوئی بھی قانون آئین کی اسپرٹ کے خلاف نہ تو بنایا جاسکتا ہے اور نہ ہی نافذ کیا جاسکتا ہے۔ آئین میں دی گئی برابری کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ برابری کے کچھ حدود بھی طے کیے گئے ہیں۔ اس کی مثال انہوں نے دو کھلاڑیوں سے دی، ایک کم عمر کا ہے اور دوسرا نوجوان ہے۔ ان دونوں کو برابری کے پیمانے سے نہیں دیکھا جاسکتا ہے، کیوں کہ عمر میں بڑا کھلاڑی ہر اعتبار سے اس کھیل کے لیے موزوں ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے آئین کی دفعہ 15(1) کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ لسان اور مذہبی اقلیتوں کو کچھ حقوق دیے گئے ہیں، تا کہ وہ بھی دیگر طبقات کے برابر آسکیں۔ سیکولرزم پر انہوں نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس کے تحفظ میں حکومت کا اہم رول ہے۔ آئین سے متعلق مختلف موضوعات کو تین حصوں میں بانٹا، جن میں ایک تو یکساں سول کوڈ کی وکالت کرتے ہیں، دوسرے وہ ہیں جن کا کہنا ہے کہ ذاتی قوانین یا پرسنل لاء میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے، لیکن ایک تیسرا گروپ بھی ہے، جسے کثرت کے تصور سے وابستہ کیا جاتا ہے۔ اپنے کو اسی گروپ سے جوڑتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ذاتی قوانین کا تعلق بنیادی طور پر ایک شہری کے حقوق سے ہے۔ ان کی رائے میں اگر دونوں کے بیچ تضاد پیدا ہوتا ہے تو وہ ذاتی حقوق کی تائید کریں گے، کیوں کہ ذاتی قوانین مذہبی کتابوں سے اخذ کیے گئے ہیں اور اگر ان میں کوئی تبدیلی لائی جاتی ہے تو اس سماج کے اندر سے آنی چاہیے۔ چونکہ ہندوستان میں مختلف مذاہب، ثقافت اور عقائد وتہذیب کے لوگ رہتے ہیں، اس لیے ضرورت ہے کہ کثرت میں وحدت کے فلسفہ کو پروان چڑھایا جائے۔

اپنے صدارتی کلمات میں سکم کے لوک آیوکت اور حیدرآباد ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس کلیان جیوتی سین گپتا نے کہا کہ ہمارا آئین خود بھائی چارہ کی تائید کرتا ہے اور سیکولرزم اس کا مرکزی نکتہ ہے، جہاں تک سیکولرزم کا تعلق ہے تو ہمارے آئین میں یہ پہلے سے موجود ہے اور اس کی مزید وضاحت آئین کی دفعہ 42 میں ترمیم کے ذریعہ کی گئی ہے، جس میں سیکولرزم کے لفظ کا خاص طور پر جوڑ کر اسے مضبوط بنایا گیا ہے۔

سمینار کے افتتاحی اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے جسٹس کلیان جیوتی سین گپتا

سیکولرزم کو آئین کے بنیادی ڈھانچے کا حصہ بتاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جس طرح آئین کے ڈھانچے میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی اسی طرح سیکولرزم کے بنیاد میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔ انہوں نے کہا کہ آئین کی دفعہ 14 میں برابری کا حق دیا گیا ہے، وہ بھی آئین کی بنیادی خصوصیات میں سے ہے اور سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں سیکولرزم کو بھی آئین کا بنیادی ڈھانچہ قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سیکولرزم اور بنیادی حقوق میں ٹکراؤ کی حالت میں سیکولرزم کی بالادستی ہوگی۔ ہمیں ذات اور مذہب سے اوپر اٹھ کر ہندوستانیت کے جذبہ کو فروغ دینا چاہیے۔ زمینی سطح پر کام کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بنگلہ دیش جا کر وہاں کئی دیہی علاقوں میں کام کیا ہے اور محسوس کیا کہ سماج کے سب سے نچلے طبقوں کے مسائل کو سمجھنے اور ان کا ازالہ کرنے کی ضرورت ہے۔

عالیہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر ابوطالب خان نے مہمان ذی وقار کے طور پر اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ تعلیم ہی وہ ہتھیار ہے جس کے ذریعہ سماج میں بھائی چارہ اور یکجہتی کو مضبوط کرسکتے ہیں۔ مذہبی اور پیشہ وارانہ تعلیم میں تضاد پایا جاتا ہے، لیکن اگر ہم سب کو تعلیم سے آراستہ کریں تو یہ تفریق ختم ہوجائے گی۔ لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کی تعلیم پر زور دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ابھی کے امتحانات میں عالیہ یونیورسٹی کی لڑکیوں نے لڑکوں پر سبقت حاصل کی ہے۔

اس موقع پر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں شعبہ سیاسیات کے پروفیسر ڈاکٹر عرشی خان کی کتاب ''ایکسکلوژن آف مسلمس ان انڈیا لیجیٹی میٹی آف کانسٹی ٹیوشنل اسٹیٹ'' کی مجموعی طور پر رسم اجرا عمل میں آئی۔ قبل ازیں آئی او ایس جنرل سکریٹری پروفیسر زیڈ ایم خان نے آئی او ایس اور موضوع کا تعارف کرایا۔ کانفرنس کے کنوینر دی ایسٹرن پوسٹ کولکاتا کے ایڈیٹر عبدالباسط اسماعیل نے کانفرنس میں آئے مندوبین کا استقبال کیا۔ عالیہ یونیورسٹی میں شعبہ انگریزی کے صدر ڈاکٹر امجد حسین نے تحریک شکریہ پیش کی، جب کہ نظامت کے فرائض اسسٹنٹ سکریٹری جنرل، آئی او ایس پروفیسر افضل وانی نے انجام دیے۔

## پہلا تکنیکی اجلاس

افتتاحی اجلاس کے بعد پہلا تکنیکی اجلاس منعقد ہوا، جس کا موضوع تھا: ''اقلیتوں کے حقوق کی دستوری ضمانت''۔ اس اجلاس کی صدارت پروفیسر افضل وانی نے کی، جب کہ ڈاکٹر رام پنیانی، پروفیسر ایس آر مندال، محترمہ سوہنی بنرجی اور ڈاکٹر صباح اسماعیل ندوی نے مرکزی موضوع پر گفتگو کی۔

## دوسرا تکنیکی اجلاس

دوسرا تکنیکی اجلاس ''حکومت اور اقدامات کے متعلق ریاست کی حکمت عملی'' کے موضوع پر منعقد ہوا۔ اس کی صدارت پروفیسر زیڈ ایم خان نے انجام دی۔ پروفیسر عرشی خان، ڈاکٹر محمد افسر علی، ڈاکٹر سشمیتا گونسلپوز اور جناب محمد ظہیر عباس خان نے اپنے مقالات پیش کیے۔

## تیسرا تکنیکی اجلاس

کانفرنس کے دوسرے دن کا آغاز تیسرے تکنیکی اجلاس سے ہوا، جس کا موضوع تھا: ''اقلیتوں کے تعلیمی حقوق''۔ اس اجلاس کی صدارت پروفیسر مانک چکربرتی نے کی، جب کہ پروفیسر شکیل صمدانی، ایڈوکیٹ ارون مانجھی اور ڈاکٹر عمر غزالی نے موضوع پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

## چوتھا تکنیکی اجلاس

چوتھے تکنیکی اجلاس کا موضوع ''فوج داری انصاف کی تنظیم'' تھا۔ اس کی صدارت پروفیسر افضل وانی نے کی، جب کہ پروفیسر اقبال حسین، ڈاکٹر تنویر فضل، ڈاکٹر منیشا سیٹھی اور ڈاکٹر الفیہ ٹنڈاوالا نے مرکزی موضوع کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی۔

## پانچواں تکنیکی اجلاس

یہ آخری تکنیکی اجلاس تھا، جس میں ''اقلیتوں کو درپیش عدم تحفظ'' کے موضوع پر مذاکرہ ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت پروفیسر اقبال حسین نے کی اور ڈاکٹر جان دیال، ڈاکٹر وی پی راوت، ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی اور ڈاکٹر سرفراز خان نے اپنے مقالات پیش کیے۔

## اختتامی اجلاس

دوسرے دن کے اختتام پر کانفرنس کے اختتامی اجلاس کا انعقاد ہوا۔ اس اجلاس میں گفتگو کرتے ہوئے آئی او ایس کے چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا کہ اگر مسلمان آج سے اپنے مسلکی اختلافات کو ختم کرنے کا عہد کرلیں تو ان شاء اللہ ان کے آدھے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔

انہوں نے کہا کہ جنوبی ایشیا کے ثقافتی سرمائے کو یکجا کرکے اس پر تحقیقی کام کرنے کے لیے جلد ہی ایک بڑی کانفرنس کا انعقاد کیا جائے گا جس میں اس خطے کے ممالک کے نمائندوں کو مدعو کیا جائے گا۔ ساتھ ہی ملک کے پہلے وزیراعظم جواہر لال نہرو نے اس وقت کے سنٹرل پروونس (موجودہ مدھیہ پردیش) کے اس وقت کے وزیراعلیٰ روی شنکر شکلا کو وہاں کے قبائلیوں کے عیسائی مذہب اختیار کرنے پر جو خطوط لکھے تھے ان کا اردو اور دیگر زبانوں میں ترجمہ کرایا جائے گا۔

اسلامی تاریخ اور اسلامیات سے متعلق موضوعات پر دو الگ الگ کانفرنسیں بھی منعقد کی جائیں گی، جس کا آخری اجلاس نومبر میں دہلی میں کیا جائے گا۔ قانون پر بھی عام لوگوں کے لیے لٹریچر تیار کرایا جائے گا۔

قبل ازیں مشہور سماجی کارکن اور صحافی تیستا سیتلواڑ نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہمیں یکساں سول کوڈ جیسے حساس معاملے میں آر ایس ایس کی چال میں نہیں آنا چاہیے اور اسے مساجد، مدارس یا کسی اور جگہ پر موضوع بحث نہیں بنانا چاہیے، کیوں کہ اس سے فرقہ پرست عناصر کو تقویت ملتی ہے۔ انھوں نے اترپردیش مذبح پر پابندی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ ابھی ابھی بنارس، بستی اور لکھنؤ کا دورہ کرکے آئی ہیں، جہاں دیکھا کہ اسے مذہب سے جوڑا جارہا ہے، جو غلط ہے۔ دراصل مذبح کا تعلق لوگوں کی روزی روٹی او ربزنس سے ہے اور بحیثیت ایک شہری انہیں اپنے حق کے لیے لڑنا چاہیے۔ اسے مذہبی مسئلہ بالکل نہیں بنایا جائے۔ دلت اور مسلمانوں کو ایک ساتھ آنا چاہیے۔

(دائیں سے بائیں) پروفیسر اشتیاق دانش، محترمہ تیستا سیتلواڑ، پروفیسر ایشور بھٹ، جناب امین الدین صدیقی، پروفیسر زیڈ ایم خان اور جناب افنان اخضر جب کہ مائک پر چیئرمین آئی او ایس ڈاکٹر محمد منظور عالم اختتامی اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے

قبائلیوں پر زیادتیوں کے بڑھتے ہوئے واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ جھارکھنڈ میں ابھی جلد ہی ایک سو پانچ قرارداد مفاہمت پر دستخط ہو چکے ہیں، جن کے تحت وہاں کے قدرتی وسائل پر نجی زمروں بشمول کارپوریٹ کا قبضہ ہونے جارہا ہے۔ اس کی مخالفت کرنے والے قبائلیوں پر ایسے ظلم ڈھائے جارہے ہیں جس کی عام لوگوں کو جانکاری نہیں ہے۔ انھوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ ریلوے کو بھی جلد ہی نجی زمرے میں دے دیا جائے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم ایسے مدعوں کو بحیثیت ہندوستانی شہری اٹھائیں اور اس کے لیے جدوجہد کریں۔ آج سب سے زیادہ ضرورت میڈیا پر دھیان مرکوز کرنے کی ہے کیوں کہ آر ایس ایس کا ڈسکورس ابھی بھی ویسا ہی ہے اور فرقہ پرست عناصر کا اس پر پورا قبضہ ہے، جو موضوعات کو درست پس منظر میں پیش نہیں کرتے۔

افسوس کی بات تو یہ ہے کہ آزادی کے دوران جو دانش ور طبقہ اپنی ذمے داریوں کو ادا کررہا تھا، وہ آج اپنی ذمے داریوں سے بھاگ رہا ہے۔

مغربی بنگال این یو جے ایس کولکاتہ کے وائس چانسلر ڈاکٹر پی ایشور بھٹ نے اپنے صدارتی تقریر میں کہا کہ اسلام میں بھائی چارہ سے مطلب برابری' آزادی' انسانیت وغیرہ ہے۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ آئین میں دی گئی آزادی او رسہولیات کو اپنے شہریوں کو فراہم کرائے۔ بھارت میں تقریباً تین سو زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن حکومت کی عدم توجہی کی وجہ سے قبائلی زبانیں دھیرے دھیرے سال در سال اپنا وجود کھوتی جارہی ہیں۔ اگر سپریم کورٹ کی طرف سے دیے جانے والے سالانہ تقریباً پچاس ہزار فیصلوں کا علاقائی زبانوں میں ترجمہ کیا جائے تو اس سے ان علاقے کے لوگوں میں اپنے حقوق کے تئیں بیداری پیدا ہوگی۔

اس موقعے پر کولکاتہ کے سماجی کارکن امین الدین صدیقی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آئی او ایس کے سکریٹری جنرل پروفیسر زیڈ ایم خان نے بارہ نکاتی قرارداد پڑھ کر سنائی جسے مندوبین نے اتفاق رائے سے منظور کرلیا۔ کانفرنس کی مناسبت سے ایک نمائش کا انعقاد بھی کیا گیا ہے۔ اس موقعے پر یہ بھی اعلان کیا گیا کہ آئی او ایس کے کولکاتہ چیپٹر کو علاقائی چیپٹر بنایا جائے گا تاکہ وہ شمال مشرقی ریاستوں کے کمزور اور حاشیہ پر رہے طبقات کے مسائل کی نشان دہی کرے تاکہ ان کا حل تلاش کیا جاسکے۔ اس دو روزہ قومی کانفرنس میں بیس مقالات پڑھے گئے اور سات سیشن ہوئے۔ جن میں دس پروفیسروں، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے چار ججوں، دس اسسٹنٹ پروفیسروں، چھ ریسرچ اسکالروں اور دو وائس چانسلروں نے حصہ لیا۔□□

# سید افتخار احمد گیلانی بارہویں شاہ ولی اللہ ایوارڈ سے سرفراز

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز (آئی او ایس) کی جانب سے بارہواں شاہ ولی اللہ ایوارڈ (جو کہ ایک لاکھ روپے کے چیک اور مومنٹو پر مشتمل ہے) مدیر (اسٹراٹیجک افیرس) و چیف، نیشنل بیورو آف ڈی این اے سید افتخار احمد گیلانی کو جامعہ ملیہ اسلامیہ میں منعقد ایک تقریب میں سابق چیف جسٹس اے ایم احمدی کے ذریعے دیا گیا۔ ساتھ ہی طبقۂ سفلی کا پچیس ہزار روپے پر مشتمل ایوارڈ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی ڈاکٹر نشید امتیاز کو دیا گیا۔ اس موقع پر وائس آف امریکہ کے نمائندے سہیل انجم کی لکھی اور آئی او ایس کی شائع کردہ کتاب ''دینی رسائل کی صحافتی خدمات'' کا اجرا بھی کیا گیا، جس پر معروف عالم دین اور ہندوستانی فلسفے کے ماہر مولانا عبدالحمید نعمانی نے اپنا جائزہ پیش کیا۔

تفویض ایوارڈ کی تقریب میں (دائیں سے بائیں) پروفیسر زیڈ ایم خاں، ڈاکٹر سید فاروق، پروفیسر افضل وانی، سید افتخار احمد گیلانی، جسٹس اے ایم احمدی، ڈاکٹر محمد منظور عالم، شاستری راما چندرن اور ڈاکٹر نشید امتیاز

جامعہ ملیہ اسلامیہ کے سینٹر فار انفارمیشن ٹکنالوجی کے کانفرنس ہال میں بارہویں شاہ ولی اللہ ایوارڈ تقریب کی صدارت کرتے ہوئے سابق چیف جسٹس اے ایم احمدی نے کہا کہ آج آزاد زبان کو دبانے کی کوشش کی جارہی ہے جو صحت مند جمہوریت کے لیے اچھی علامت نہیں ہے۔ ضرورت ایسی صحافت کی ہے جو ہمت سے سچائی کی عکاسی کر سکے اور عوام کو حالات حاضرہ سے باخبر رکھ سکے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ طے کرنا ہے کہ موجودہ جمہوریت ہمارے مسائل کا حل کر سکتی ہے؟ یا پھر اس جمہوریت کو لایا جائے جس کی کوششیں کئی سالوں سے کی جارہی ہیں؟ وہ جمہوریت صدارتی نظام کی ہے جس میں ساری قوت صرف صدر کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ دستور میں دیے گئے بنیادی حقوق کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ان اختیارات کے نفاذ کے لیے دفعہ 32 رکھی گئی ہے، لیکن اصل معاملہ یہ ہے کہ آخر اس کا نفاذ کیسے ہو؟ انہوں نے کہا کہ موجودہ دستور ایک خوبصورت دستاویز ہے جو بڑی محنت سے تیار کیا گیا ہے۔ آج صورت حال یہ ہے کہ ایک ہی سیاسی پارٹی کی حکومت تقریباً پورے ملک میں ہے اور ایک ایسا دستہ تیار ہو رہا ہے جو ہمیشہ ہی چیختا رہتا ہے۔ جمہوریت کا مطلب یہ ہے کہ سبھی کو یکساں مواقع فراہم کیے جائیں اور صحافیوں کو چاہیے کہ وہ ملک کو درپیش مسائل پر ایمان داری سے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

مدیر (اسٹراٹیجک افیرس) و چیف، نیشنل بیورو آف ڈی این اے سید افتخار احمد گیلانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ آج ہم اپنی بات کو دوسری قوم کے لوگوں کے بیچ نہیں پہنچا پا رہے ہیں۔ اس کی وجہ سے تمام غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے پہلے اور سب سے بڑے کمیونی کیٹر تھے، جنہوں نے اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچا۔ آج ضرورت اس چیز کی ہے کہ ہم اپنے پڑوسیوں سے رابطہ قائم کریں اور ان تک اپنی بات پہنچائیں۔ آج ملازمتوں میں جن میں آئی ایس اور آئی پی ایس بھی شامل ہیں، مسلمانوں کا تناسب تین فیصد سے بھی کم ہے اور غیر مسلموں میں اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے تمام غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں، جن کا ازالہ ان سے ربط قائم کر کے ہی ہو سکتا ہے۔ اللہ نے تمام پیغمبروں کو فلسطین اس لیے بھیجا کہ وہ وہاں سے تمام ممالک تک اپنی بات پہنچا سکیں۔ اس لیے ذرائع ابلاغ کو لوگوں تک اپنی بات پہنچانے کا ذریعہ بنانے کی ضرورت ہے۔ میڈیا میں مسلمانوں کی موجودگی کی کمی کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو میڈیا میں جانا چاہیے، تاکہ وہ اپنی اور اپنی قوم کی بات لوگوں تک پہنچا سکے۔ اس کام میں آئی او ایس کے چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے جو تجربہ کیا تھا اسے آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے شاہ ولی اللہ ایوارڈ کے تئیں آئی او ایس کا اظہار تشکر کیا۔

تسمیہ ایجوکیشنل سوسائٹی کے صدر ڈاکٹر سید فاروق نے اپنے خطاب میں کہا کہ آئی او ایس نے شہرت یافتہ صحافی سید افتخار گیلانی کو ''ذرائع ابلاغ، سماج اور ہندوستانی مسلمان'' کے عنوان پر شاہ ولی اللہ ایوارڈ دے کر ایک اچھا کام کیا ہے۔ سید افتخار گیلانی کی کتاب ''مائی ڈیز ان پریزن'' کے اردو ترجمے کی تعریف کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ ایک بہترین شاہکار ہے۔

مہمان ذی وقار کے طور پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مشہور صحافی اور انگریزی روزنامہ ٹریبون کے سابق ایڈیٹر شاستری رام چندرن نے کہا کہ ہندوستانی مسلمان دنیا میں ایک بہترین قوم کے طور پر جانے جاتے ہیں، کیوں کہ وہ کثرت میں وحدت کا ایک حصہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انعام ہمیشہ ایک ادارے کی پہچان ہوتا ہے اور شاہ ولی اللہ ایوارڈ حاصل کر کے افتخار گیلانی نے اپنی پہچان کو مزید تقویت دی ہے۔

آج دنیا بھر میں میڈیا کے متبادل بھی تیار ہو گئے ہیں جن میں واٹس اپ، ٹویٹر، فیس بک اور ٹیلی ویژن وغیرہ ہیں۔ یہ دراصل آج کی میڈیا کا قتل کر رہے ہیں۔ صحافت غائب ہو رہی ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اخباروں کی ادارتی پہچان کو قائم رکھا جائے۔ آج میڈیا میں خبر کے جز کی نہیں بلکہ ٹکنالوجی کی اہمیت ہے۔ میڈیا میں عوامی زندگی کی نمائندگی گھٹتی جارہی ہے جب کہ میڈیا میں بھاری توسیع ہو رہی ہے۔ انٹرنیٹ سے آج کے سماج کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس سمت میں آئی او ایس میڈیا کے اقدار کو زندہ رکھنے میں مثبت خدمت انجام دے سکتا ہے۔

آئی او ایس کے چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے اپنے خطاب میں کہا کہ شاستری رام چندرن کی تجویز پر آئی او ایس غور و خوض کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ جلد ہی ایسے صاحب نظر صحافیوں کا ایک پروگرام رکھا جائے گا، جس میں سنجیدہ صحافی شامل ہو کر اپنے خیالات کا آزادانہ طور پر اظہار کر سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ سماج کی بقا کے لیے ضروری ہے کہ ہم ساتھ بیٹھیں، ساتھ سوچیں اور ساتھ کام کریں۔ اس موقع پر انہوں نے اعلان کیا کہ آئی او ایس ایسے تین یا چار طلبا کو وظیفہ دے گا جو صحافت کی تعلیم حاصل کریں گے۔ □□

# آئی او ایس کا سفر منزل بہ منزل

’’انسانیت کا تعارف: مکالمے کے ذریعے‘‘ کے موضوع پر 24 تا 26 اکتوبر 2008 کو نئی دہلی میں منعقد ہونے والی تین روزہ عالمی کانفرنس میں (دائیں سے بائیں) ڈاکٹر ایم ڈی تھامس، جناب گروتیج سنگھ، ریوبڈے گاما سمیتھا تھیرا (سری لنکا)، ڈاکٹر محمد منظور عالم، جسٹس اے ایم احمدی، جناب کے رحمان خاں، مہنت جنم جے شرنجی اور شنکر آچاریہ اونکارانند سرسوتی

’’عالم گیریت کے دور میں امن کی طاقت‘‘ کے موضوع پر 3,4 نومبر 2007 کو نئی دہلی میں منعقد ہونے والی کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں (دائیں سے بائیں) ڈاکٹر اوصاف احمد، پروفیسر اے آر مومن، ڈاکٹر سمیر کیو فخرو، ڈاکٹر عبدالحمید ابو سلیمان، جسٹس اے ایم احمدی، ڈاکٹر محمد منظور عالم اور پروفیسر زیڈ ایم خان

**PRINTED MATTER**

*FROM*

**IOS KHABARNAMA**
**162, JOGABAI MAIN ROAD,**
**JAMIA NAGAR,**
**NEW DELHI-110025**

............................................................

............................................................

............................................................

*Published from Institute of Objective Studies, 162 Jogabai Main Road, Jamia Nagar, New Delh- 110025*
*printed at Bharat Offset, 2035, Qasimjan Street, Delhi- 110006*